احرار کانفرنس قادیان
(۲۱، ۲۲، ۲۳ / اکتوبر ۱۹۳۴ء)

قادیان میں احرار کا معرکہ

خطاب: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(صدارت: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ)

اس علاقہ میں جہاں بُت خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم غریبوں کا اکٹھا ہونا جن میں سے اکثر کا کوئی گھر بھی نہیں ہے، کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے سرشار اس وادیٔ پُرخار میں اس لیے وارد ہوئے ہیں کہ:

عاقبت منزلِ ما وادیٔ خاموشانست
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز

اور ہم گنبدِ افلاک میں جو غلغلہ بپا کریں گے، اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ فرعون کا تخت الٹا جائے گا۔ جور و جفا کی اس وادی میں حق وصداقت کا کلمہ بلند ہو کر رہے گا۔ باطل سرنگوں ہو کر رہے گا اور صدق وصفا کی بہار آئے گی۔ یہاں ختم نبوت کے ترانے گائے جائیں گے۔

اس علاقہ میں حکومت کے اندر ایک اور حکومت بنائی گئی ہے جہاں ظلم، ناانصافی، تکبر اور غرور اتنا بڑھ گیا ہے کہ یہاں مسلمانوں کے تبلیغی اجتماع پر ناروا پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ جب میں مسوری سے امرتسر آیا تو اِنھی ظالموں کے اشارے پر پولیس سائے کی طرح میرے ساتھ لگی رہی اور امرتسر پہنچنے پر مجھے دفعہ ۱۴۴ کے تحت دو سب انسپکٹروں نے نوٹس دیا۔

اللہ اللہ! قادیان میں ''غریب شاہ'' پٹ جاتا ہے اور یہ دندناتے پھر رہے ہیں۔ انھیں تمام تر آزادیاں میسّر ہیں۔ پابندیاں اور سختیاں ہمارے لیے ہیں۔ انگریز کا غلام یہ ظالم سمجھتا ہے کہ ''محمد امین'' جان ہار گیا اور حکومت کہتی ہے کہ گواہ نہیں ملتا۔ یہ چشم پوشی اور واضح جانبداری ہے۔ حکومتِ وقت کی ذلہ ربائی سے قادیان میں مرزائیوں نے اتنے اختیارات حاصل کر لیے ہیں جتنے بہاول پور، پٹیالہ اور کشمیر کے والی اور مہاراجوں نے حاصل کیے ہوئے ہیں اور ہمیں قادیان میں استنجا تک کرنے کی اجازت نہیں۔ پولیس فورس کا متعین کرنا صریحاً ناانصافی اور جانبداری ہے۔ ہم یہاں فساد کے لیے تو نہیں آئے، ہم تو فتنہ وفساد کی آگ بجھانے آئے ہیں۔ پولیس کی اتنی بھاری جمعیت مسلمانوں کو خوف زدہ اور ہراساں کرنے اور ہماری تبلیغ کانفرنس کو ناکام کرنے کے لیے متعین کی گئی ہے اور یہ صرف مرزائیوں کی سازش ہے۔

مرزائی اپنے آقا کی چوکھٹ پر حاضر ہوئے، روئے پیٹے، جبہ سائی کی، ناک رگڑی اور ہمارے خلاف حکومت کو بھڑکایا۔ میں حکومت اور اس کی روحانی ومعنوی اولادمرزائی دونوں کی مذمت کرتا ہوں اور ان دین دشمنوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں۔

میں تو سوچتا ہوں کہ اگر یہ احرار کی تبلیغ کانفرنس نہ ہوتی تو معلوم نہیں کیا ہو جاتا؟ حکومت کس قدر تشدد کرتی؟ اور اگر ہماری عدمِ تشدد کی پالیسی نہ ہوتی تو آج قادیان میں پیروانِ حسین رضی اللہ عنہ اور فدائیانِ ختم نبوت ہتھکڑیاں پہنے ہوتے۔ ہزاروں عاشقانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محافظانِ ناموسِ رسالت کا بے گناہ خون بہتا۔

میں آپ لوگوں کو تلقین کرتا ہوں کہ صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، زبان میں لغزش اور پاؤں میں لرزش نہ آنے پائے۔ تکالیف کے سامنے خندہ پیشانی سے ڈٹے رہنا ہماری رِیت ہے۔ عزم وہمت سے مصائب برداشت کریں اور اپنے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر قدم بہ قدم چلیں۔ میاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سب سے بڑا ورثہ یہی دیا اور اپنی وراثت کوئی نہیں چھوڑتا۔

میں مرزا بشیرالدین محمود سے کہتا ہوں کہ تم مجھ سے براہِ راست بات کر لو تم میرے پاس آجاؤ یا میں تمہارے پاس آجاتا ہوں۔ میں کہتا ہوں وہ آئے تو سہی! میں امن کا ذمہ لیتا ہوں۔ وہ انگریزی نبی کا بیٹا ہے اور میں اللہ کے سچے نبی کا نواسہ ہوں۔ وہ آئے اور مجھ سے اردو، پنجابی، عربی اور فارسی میں تمام مسائل پر بحث کر لے تو اس جھگڑے کا آج ہی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ وہ پردے سے باہر تو نکلے۔ گھونگھٹ اٹھائے اور حکومت کو ہمارے اختلاف کے بارے میں درمیان میں نہ لائے، وہ کُشتی کر لے اور آلِ علی (رضی اللہ عنہ) کے جوہر دیکھے۔ میرے مقابلے میں آئے تو سہی! اور جس شان سے چاہے آئے، وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے، میں پیدل چل کر آؤں گا۔ وہ حریر وپرنیاں پہن کر آئے، میں کھدر پہن کر آؤں گا۔ وہ اپنے ابا کی سنت کے مطابق عنبر، بھنا ہوا گوشت اور پلومر کی ٹانک وائن (شراب) پی کر آئے اور میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جَو کی روکھی سوکھی روٹی کھا کر آؤں گا۔ اسے اپنے انگریز آقاؤں سے بھیک نہیں مانگنی چاہیے۔ اکیلا آئے، مجھ سے پنجہ آزمائی کر لے۔ وہ جس میدان میں بھی چاہے مقابلہ کر لے پھر بخاری کے کَس بَل بھی دیکھے۔

میرا دعویٰ ہے کہ اگر ہم یہاں دو چار سال رہے تو خدا کے فضل سے ان کی ساری اکڑفوں نکل جائے گی اور یہ جو مسلمانوں کی نمائندگی کا جھوٹا پروپیگنڈا کر کے فرنگی کے دربار میں سیاسی قوت بننا چاہتے ہیں ان کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ ان کی قوت فضائے بسیط میں بکھر کر رہ جائے گی۔

مولانا ظفر علی خان اور میں اور ہمارے ہزاروں بہادر ساتھی علماء اور عوام پہلی مرتبہ کادیان میں داخل ہوئے ہیں ہم نے مرزائیوں کا چیلنج قبول کیا ہے۔ وہ جگہ جگہ پر چیلنج دیا کرتے تھے کہ ہندوستان کے کسی مولوی کو کادیان میں آنے کی جرأت نہیں اور ہم آ گئے ہیں۔ یہ کسی اکیلے آدمی کا کام نہیں، یہ ایک جماعت کی طاقت ہے اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے

یَدُاللہِ عَلَی الجَمَاعۃ (الحدیث)

آج حکومت کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں کہ جماعتِ مرزائیہ کی مخالفت اور سازش اور حکومت کی طرف سے لگائی گئی ان پابندیوں کے باوجود غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نشۂ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر اتنی کثیر تعداد میں یہاں پہنچے ہیں۔

یہ اُس سچّے جذبے کی طاقت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے میں امت کے خون میں گردش کرتا ہے۔ فرنگی اور مرزائیوں کی ساری جنگ ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کے دِل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا والہانہ عشق نکال دیا جائے اور ہماری ساری جنگ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غداروں کو پوری کائنات میں نفرت کی علامت بنادیا جائے۔

مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ! یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا سرسبز نہ ہونے پائے۔

سرزمینِ کادیان میں ہم مسلمانوں کا یہ اجتماع کوئی میلہ ٹھیلہ اور تفریحی پروگرام نہیں ہے۔ آج ہم سب کو ایک عزم یہاں کھینچ لایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ناپاک زمین کو پاک کیا جائے۔ اللہ اس زمین کو پاک کرے۔ یہاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے۔ اس جگہ پیارے مکی مدنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں ہیں۔ یہاں شرک فی الرسالت ہوتا ہے اور یہاں دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کے تیرہ سو سالہ عقیدہ کی توہین کی جاتی ہے۔ ہمارے دل زخمی کیے جاتے ہیں۔ اب یہ نہیں ہوگا کہ کادیانی قزاق ردائے نبوت پر حملہ کریں اور مسلمان خیرہ چشمی سے اس کا تماشا کریں۔ میں تو ایک بات جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مکہ میں پیدا ہوا اور مکہ ہی میں مرے لیکن اس کا دِل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہے تو اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔ ہمارے دین کی یہی سب سے بڑی بنیاد ہے۔ میں دنیاوی اعتبار سے تو غریب ہوں مگر میرے دل میں کونین کی راحتوں، لذتوں اور عظمتوں سے زیادہ محبت وعظمت حضور علیہ التحیہ والتسلیم کی ہے۔ میں اس عقیدہ و محبت کو عام کرنا چاہتا ہوں۔ میں مسلمانوں کو عقیدہ ختمِ نبوت پر مر مٹنے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ عقیدہ پہلے بھی ہزارہا عزیز جانوں کی قربانی سے پنپا تھا اب بھی اس کا تحفظ جانِ عزیز کے مقدس نذرانے سے ہوگا۔

مسلمانو! ختمِ نبوت کے عقیدہ کو یوں سمجھو جیسے یہ ایک مرکزِ دائرہ ہے جس کے چاروں طرف توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ کا وجود، صُحفِ سماوی کی صداقت، قرآن کریم کی حقانیت وابدیت، عالمِ قبر و برزخ، یوم النشور یوم الحساب گردش کرتے ہیں۔ اگر یہ اپنی جگہ سے ہل جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا، دین نہیں بچے گا۔ جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالمِ اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود پر ختم ہو جاتا ہے آپ کی نبوت و رسالت وہ مہرِ درخشاں ہے جس کے طلوع کے بعد اب کسی روشنی کی مطلق ضرورت نہیں رہی۔ سب روشنیاں اُسی نورِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم میں مدغم

ہوگئی ہیں۔ جبھی تو مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر آج بھی موسیٰ علیہ السّلام اس دنیا میں زندہ ہوتے تو انہیں بھی بہ جز میری اتباع کے چارۂ کار نہ ہوتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جو آخرِ زمانہ میں تشریف لائیں گے تو نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ابوبکر و عمر کی طرح امتی اور خلیفہ کی حیثیت سے۔

حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص بھی ختم نبوت کے تخت کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے گا، ہم اس پر قہرِ الٰہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انتقام بن کر ٹوٹ پڑیں گے۔ اگر حکومت کوئی اور ہاتھ دیکھنا چاہتی ہے تو اس کی مرضی۔ ہم اس کے لیے بھی ہر گھڑی طیار ہیں۔ تم نے ہمیں بیسیوں مرتبہ آزمایا ہے۔ تحریکِ خلافت ہو کہ مقاماتِ مقدسہ کے احترام کا مسئلہ، راج پال ایجی ٹیشن ہو کہ میکلیگن کالج کا قضیہ، جب بھی کسی بدبختِ ازلی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وقار کے ماہتاب پر تھوکنے کی کوشش کی ہے، ہم نے اس خبیث کا منہ توڑا اور حکومت کے جبر و تشدد کے باوجود ہمارے جذبۂ مزاحمت میں کبھی کمی نہیں آئی۔ جو قدم اُٹھا آگے تو بڑھا ہے پیچھے کبھی نہیں ہٹا۔

مرزائیو! تم ان تمام تحریکوں میں مسلمانوں کو مرتے، کٹتے اور جیل جاتے دیکھتے رہے اگر تم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی شریعت کی محبت و غیرت ہوتی تو تم بھی ہمارے ساتھ ساتھ قربانی دیتے مگر تم تو مسلمانوں کو مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا دیکھ کر خوشیاں مناتے ہو۔ تم نے خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ کی خوشی میں گھی کے چراغ روشن کئے ہیں اور اپنے آقا فرنگی باوا کی خوشنودی اور رضا کیلیے کام کرتے رہے ہو۔ انگریز سامراج کے مخبر بن کر ہماری رپورٹنگ کر کے اعلیٰ مناصب حاصل کرتے ہو، یہ ہے تمہاری تاریخ اور یہ ہے تمہارا کردار.....

اب جب کہ ملک کی آزادی و بقا کا سوال اٹھا ہے اور تمام مسلمان متفقہ طور پر برٹش سامراج کو ملک سے نکالنا چاہتے ہیں تو انہوں نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ ہم کسی ایک ملک کے ساتھ مخصوص نہیں، گویا ان کا ہندوستان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ واہ واہ! کیا فلسفہ ہے؟ صاف کیوں نہیں بکتے کہ تم سگِ دُم بریدۂ برطانیہ ہو۔

حضرات! اب گیارہ بجے ہیں، سورج طلوع ہونے میں ابھی ساتھ گھنٹے باقی ہیں اور یہاں ہزاروں لوگ جمع ہیں۔ الحمد للہ کوئی دنگا فساد نہیں ہوا، یہ ہماری طاقت ہے، حکومت کے گُر گے خوب مشاہدہ کریں۔ یہاں کچھ نہیں ہوگا۔ ہمارا وہ پروگرام ہی نہیں ہے۔ حکومت اپنی طاقت کو واپس بلالے۔ ہم نے ستارۂ صبح کے طلوع ہونے تک اس محفل کی گرمی قائم و دائم رکھنی ہے۔ اگر ہمارے پروگرام میں تشدد ہوتا تو مرزائی پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے۔ ہم تو تبلیغ کانفرنس کو کامیاب کر کے رہیں گے۔ ہمارا مقصد اس علاقہ کے غریب، ان پڑھ مسلمانوں کو مرزائیوں کے دجل و فریب سے بچانا ہے۔ حکومت مرزائیوں کی درخواستوں پر کب تک ہمارا راستہ روکے گی؟ اور کب تک قادیان کی جعلی نبوت کو برٹش امپریلزم کے سہارے چلائے گی۔ چند برسوں کی بات ہے، ان شاء اللہ خود انگریز کا ٹاٹ لپیٹ دیا جائے گا۔ پھر اس طبقۂ خبیثہ کا کیا حشر ہوگا؟ جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انگریزی دریافت غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ عــــدو اللہ

وعدو الرسول ۔فرنگی کے دم کٹے کتو! تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ۔تم غریب مسلم عوام کو اپنی دولت اور فرنگی زادگی کے تعلقات سے ڈراتے اور مرعوب کرتے ہو؟ تمہاری طاقت وصولت کا بھانڈا ابھی بیچ چوراہے کے پھوٹ جائے گا ۔تم مجھے اور بشیر کو اکیلا چھوڑ دو، پھر میرے معرکے دیکھو (پنجابی میں) اُوئے توں فیر میریاں آ ونیاں ویکھ۔

علماء کرام! آپ نے کہیں تاریخ میں یہ پڑھا ہے کہ جو شخص اپنی ابتدائی تعلیم بھی مکمل نہ کرسکا ہو اور وہ نبی ہوا ہو؟ ہمارے ہندوستان میں تو اس کی ایک بدترین مثال موجود ہے کہ گورداسپور ضلع کے ایک مغل کے ایک فرزندِ ناہنجار نے پانچویں جماعت میں فیل ہوکر نبوت کا دعویٰ کیا اور فرنگی کی پشت پناہی سے بہ ظاہر کامیاب بھی ہوا مگر میرے نزدیک تو غلام احمد بہت بڑا دھوکے باز ہے۔جس نے انگریز جیسے دھوکے باز کو بھی دھوکہ دیا اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ دھوکے باز نبی نہیں ہوسکتا اور کوئی نبی دھوکے باز نہیں ہوتا۔غلام احمد کادیانی اور بشیرالدین دونوں باپ بیٹے کی چال اور طریقۂ واردات یہ ہے کہ جب انھوں نے کوئی معاشرتی گھناؤنا کام کرنا ہوتا ہے یا کسی مخالف کو زک پہنچانی ہوتی ہے تو پہلے ایک خواب گھڑ گھڑا کے مرزائی شپرہ چشموں اور کور مغزوں کو سنایا جاتا ہے کہ فلاں کام من جانب اللہ ہونے والا ہے۔حضرت صاحب کو رات خواب میں ایسا دکھایا گیا ہے۔اور اسی فریب سے محمد امین (۱) کو قتل کیا گیا۔ غریب شاہ (۲) کی پٹائی کی گئی۔غریب مسلمانوں کا جینا دوبھر کردیا گیا ۔لیکن جب مسلمانوں نے احتساب کیلیے آواز بلند کی تو انگریز نے اپنے غلاموں کے تحفظ کیلیے پھر دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی۔مگر ہاں سن رکھو کہ اب تمہارا سابقہ مجلس احرار کے سرخپوش دیوانگانِ ختم نبوت سے ہے۔میرے یہ بہادر بیٹے کادیان کی گلی گلی میں حضور کی ختم المرسلینی کے رجز یہ و بہاریہ نغمے الاپیں گے اور غلام مرتضٰی ،غلام قادر اور غلام احمد کو انگریزوں کی خدمت کے عوض ملے ہوئے جھوٹے وقار کے شیش محل کو چکنا چور کردیں گے۔

مسلمانو! ان پر ہرگز اعتماد نہ کرنا، مرزائی اگر خدانخواستہ مکہ و مدینہ بھی چلے جائیں، وہاں بھی یہ فرنگی کے خیر خواہ اور انگریزی حکومت کے آرزومند ہوں گے۔انگریز دھوکے باز ایسٹ انڈیا کمپنی کے روپ میں آیا اور ہندوستان کو ہڑپ کرگیا۔اور فرنگی گماشتوں کے منہ میں ہندوستان کا لقمۂ تر دینے والوں میں غلام احمد کا خاندان سرفہرست ہے۔

مرزائیوں کو میں دعوتِ فکر دیتا ہوں، وہ غور وفکر کریں اور اپنے مدعیٔ نبوت اور اس کے خاندان کی فرنگی نوازی دیکھیں کہ یہ انگریز کا درباری نبی کس طرح ہندوستانمیں انگریز افسروں کے دربار میں (۳) اپنی اور اپنے باپ دادا کی خدمات کے حوالے سے اس کو قرب حاصل کرنے کے لیے لجاجت، منت وسماجت اور سراپا حاجت بن کر یقین دہانیاں کراتا ہے۔ظالم تم نے اگر نبوت کا دعویٰ کر ہی لیا تھا اور تم اپنے تئیں نبی بن ہی بیٹھے تھے تو کم از کم اس نام ومنصب کا وقار ہی

(۱) محمد امین مرزائی مبلغ تھا، جسے مرزائیوں نے اپنے اندرونی راز اُس کے علم میں آنے پر اُسے قتل کردیا۔

(۲) قادیان ہی کا ایک معزز مسلمان جو مرزائیوں کے ظلم وتشدد کا نشانہ بنا۔

(۳) (حوالہ مجموعہ اشتہارات، حصہ سوم جمع کردہ محمد صادق مطبوعہ بدر پریس کادیان ۱۹۱۲ء ص ۲۴۲ تا صفحہ ۲۶۲

قائم رکھا ہوتا اور فرنگی کی چوکھٹ پر جبہ سائی نہ کرتے، اپنی جبینِ نیاز کو عدو اللہ فرنگی کی خاکِ نجس سے آلودہ نہ کرتے .....

"اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا"

تجھ سے تو سابق کذاب و دجال مدعیان نبوت بہتر تھے جنہوں نے دعوائے نبوت کے بعد مسلمان بادشاہوں کے درباروں کی راہ تک نہ دیکھی۔ ان کا بھی ایک وقار تھا مگر تجھ سا بے حمیت تو خطۂ ارضی پر کوئی دوسرا نہیں۔

"بے دلی ہائی تمنا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تماشا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں"

میرے علم کے مطابق ماضی میں جتنے بھی جھوٹے مدعیان نبوت خذلہم اللہ گزرے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بدزبان اور مخالفین کے لیے مغلظات بکنے والا نہیں گزرا لیکن ایک تم ہو کہ جس نے بدزبانی، بدکلامی، ہذیان سرائی اور سب و شتم کی حد کردی۔ تم اپنے مخالفین کو جنگل کا سور اور ان کی عفت مآب خواتین کو کتیاں کہتے ہو۔ تمہاری کتابوں میں اتنی عفونت اور سڑاند ہے کہ کوئی شریف آدمی ناک پر کپڑا رکھے بغیر انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ ایسے غلیظ و متعفن جملے تمہارے پبلشنگ کے ضابطوں کی زد میں نہیں آتے؟ تم نے آج تک ان کتابوں کو ضبط کیوں نہیں کیا؟ کیا یہ کھلم کھلا جانب داری اور مرزائی خاندان کی خدمات کا صلہ نہیں؟

ہمارے مسلمانوں کے اخبارات حکومت پر جائز تنقید کریں تو احرار(۱)، زمیندار(۲)، احسان(۳)، سیاست(۴) فوراً ضبط کر لیے جاتے ہیں۔ ان سے خطیر رقموں کی ضمانتیں لی جاتی ہیں۔ شیخ سعدی پر اللہ کی رحمتیں ہوں انھوں نے بہت خوب کہا ہے:

"چہ مردمانِ حرام زادہ
سنگ ہا را بستہ و سگاں را کشادہ"

یاد رکھو! تمہارا جبر و جور و جفا ہمارا راستہ نہیں روک سکتا۔ تم ہمیں بار بار آزما چکے ہو۔

ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب تمہارا سورج غروب ہوگا اور تمہارا ٹاٹ لپیٹ دیا جائے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

(*) ۱،۲،۳،۴۔ برصغیر میں مسلمانوں کے مشہور اردو روزنامے